AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 3, No. 1**(2023),45-58
https://almisbah.info/

انسانی جسم پر جنات کا تصرف: مذہبی اور سیکولر بیانیہ کا تقابلی مطالعہ

POSSESSION OF THE GIANTS OVER THE HUMAN BODY : A COMPARATIVE STUDY OF RELIGIOUS AND SECULAR NARRATIVES

* Murad Ahmad
** Muhammad Naveed Ahmad

ABSTRACT

The concept of possession of spirits and jinn over the human body has been recognized in many religions of the world, including Islam. From a materialistic point of view, this position is controversial, because in this aspect the question arises: How can an immaterial, invisible force control and operate the physical body in a positive or negative way? In side discussions of religion and science, this topic has also become the center of attention in academia. Followers of traditional religious thought accept texts related to it without hesitation, while followers of the rationalist approach offer various interpretations of these traces and traditions in order to make metaphysical matters a modern science, to be accepted through their application. In this article, the religious narrative is first introduced by presenting three points of the possession of jinn on the human body. Then, explaining the secular point of view, the rationalistic religious approach is described in detail. In the latter, a comparison was made between them, and a more correct position was determined.

Keywords: Giants, Secular thoughts, Human Body, Islamic Teachings, Surah Jin

تمہید:

جنات کا وجود اہل مذاہب کے نزدیک ایک مسلم حقیقت ہے۔ سوائے ایک قلیل جماعت کے کہ انہوں نے مذہبی نصوص خالص تعقل کی کسوٹی پر پرکھ یا تو جنات سے متعلق نصوص میں تاویل کیا، اور یا ان کا انکار کیا۔ تعقل کی بنیاد پر قدیم زمانہ سے لے کر تا حال جدید میڈیکل سائنس کا یہی موقف ہے، کہ جنات کا وجود نہیں۔ اور اس انکار کے پیچھے ان کا وہی قدیم عقلی اور سائنسی مفروضہ ہے، کہ جو چیز

---

* P.hD Scholar in Department of Islamic Studies, AWKUM Mardan
** P.hD Scholar in Department of Islamic Studies, AWKUM Mardan.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

مشاہدہ اور عقل کے دائرہ اختیار سے باہر ہو، وہ نا قابل تسلیم ہے، لہذا جنات کا انکار بھی اسی مقدمہ پر قائم ہے۔ زیر نظر مقالہ میں جدید میڈیکل سائنس کے ماہرین نفسیات اور منکرین کے اس حوالے سے آراء کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

لفظ جن کا لغوی مفہوم

لفظِ جن اسم جمع ہے، اس کا واحد جنی آتا ہے اس کے علاوہ جِنّۃ اور جِنان بھی اس کی جمع آتی ہے۔ یہ جَنَّ یَجِنُّ جَنّاً سے مشتق ہے اس کا معنی چھپانا اور ڈھانپنا آتا ہے بابِ افعال "اَجن یُجِنُّ اِجناناً" کے بھی یہی معنی آتے ہیں، ہر وہ چیز جو آپ سے چھپی ہوئی ہو اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ "فقد جُنَّ عنک"۔ اور قرآن مجید میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ "فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ"[1] ترجمہ جب رات نے ان کو (پردہ تاریکی سے) ڈھانپ لیا۔ یہ مادہ (ج، ن اور ن) جہاں بھی استعمال ہوتا ہے تو اس میں چھپنے کے معنی پائے جاتے ہے جیسا کہ جنت آنکھوں سے پوشیدہ ہے جنون وہ مرض جو انسانی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے، جُنّۃ ڈھال جو انسان کو تلوار سے ڈھانپتی ہے اور جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔[2]

لفظ جن اصطلاحی مفہوم

اللہ تعالیٰ نے تین عالم پیدا فرمائے ہیں (۱) عالم ملائکہ، (۲) عالم جن اور (۳) عالم انس۔ ملائکہ کی خلقت نور سے ہوئی ہیں، ابو الجن آگ کی لو سے پیدا ہوا ہے اور ابو الانس سیدنا آدم علیہ السلام مٹی سے بنایا گیا ہے۔[3] جنات بھی انسان کی طرح مستقل مخلوق ہیں، جن کی اپنی طبیعت ہے، جس سے وہ دوسری مخلوقات سے ممتاز ہوتے ہیں البتہ ان کی صفات انسانوں پر مخفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّه يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُه مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ"[4]

"بے شک وہ اور اس کا لشکر وہاں سے تمہیں دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔"

وہ ہمارے ظاہری حواس سے غائب ہیں، ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے اور وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ انہیں مختلف شکل و صورت اختیار کرنے کی طاقت دی گئی ہیں۔ انسانوں اور جنات میں عقل، قوت مدرکہ، خیر اور شر کو اختیار کرنا قدرِ مشترک ہے۔ جنات بھی انسانوں کی طرح عاقل ہیں۔ شرعی ذمہ داریوں اور احکاماتِ خداوندی کے مکلف ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہیں۔[5]

جنات کے مختلف نام

قرآن وسنت اور عرف عام میں جنات کے لئے مختلف نام استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے ابلیس، شیطان اور ہمزاد وغیرہ، ذیل میں ان الفاظ کی مختصر وضاحت کی جاتی ہے۔

شیطان جنات سے الگ کوئی مخلوق نہیں ہے، بلکہ جو جنات حدودِ شرعیہ سے سرکش، باغی اور کافر ہوتے ہیں شیاطین کہلاتے ہیں درحقیقت جنات اور شیاطین ایک ہی حقیقت کے دو انواع ہیں، بلکہ ہر شریر، متمرد اور سرکش مخلوق، شیطان کہلاتا ہے خواہ انسان ہو یا جانور ہو یا جنات ہو جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ"[6]

"اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے شریر آدمیوں اور جنوں کو دشمن بنایا"

شیطان شَطَنَ سے ماخوذ ہے اور اس کا معنیٰ "دور ہونا" ہے۔ شیطان بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو کر راندہ درگاہ ہوا، اس لئے شیطان کہلایا، یا اس کا مادہ اصلی شَیَطَ ہے جس کا لغوی معنیٰ "باطل یا ہلاک ہونا" ہے اور شیطان حکمِ خداوندی سے بغاوت کی وجہ سے ہلاک ہوا اور اس کے سارے اعمال ضائع اور باطل ہو گئے اس لئے شیطان کہلایا۔[7]

ابلیس جنات میں سے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَإِذ قُلنا لِلمَلـٰئِكَةِ اسجُدوا لِـآدَمَ فَسَجَدوا إِلّا إِبليسَ كانَ مِنَ الجِنِّ فَفَسَقَ عَن أَمرِ رَبِّهِ"[8]

"وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ (تعظیمی) کیا سوائے ابلیس کے، وہ جنوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی۔"

اس آیت میں صراحت کے آیا کہ ابلیس دراصل جن ہے بلکہ جنات کی نسل اسی سے چلی ہے۔ درحقیقت ابلیس عبرانی زبان کا لفظ ہے البتہ اہل عرب اسے "بَلَسَ" سے ماخوذ مانتے ہیں جس کا معنیٰ "ناامید ہونا" ہے[9] اور قرآن کریم میں اس کا مادہ مستعمل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حَتَّى إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ"[10]

"یہاں تک کہ جب ہم نے ان لوگوں پر عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو اس وقت وہاں ناامید ہو گئے۔"

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار ہوا اور اسے اللہ سے کوئی امید نہیں رہی اس لیے ابلیس کہلایا۔[11] ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں کہ اہل لغت وزبان کا کہنا ہے کہ جنات کے کئی نام اور درجات ہیں، وہ مزید لکھتے ہیں کہ اگر فقط جن کا لفظ استعمال ہو اور اس کے ساتھ کوئی صفت نہ ہو تو اس سے مطلق جنی مراد ہوتا ہے اور گھروں میں رہنے والے جنات کو عامر یا عمّار کہا جاتا ہے۔ بچوں کو پریشان کرنے والے جنات کو ارواح جاتا ہے، انسانوں کو بہکانے والے اور گمراہ کرنے والے جنات کو شیاطین کہا جاتا ہے۔ اگر ان کی شرارتوں اور بہکاوے میں اضافہ ہو اور وہ حد سے گزر جائے تو پھر مارد کہلاتے ہیں۔ اگر جنات کی قوت وطاقت میں مزید اضافہ ہو اور خوب طاقتور بن جائے تو عفریت کہلاتے ہیں جس کی جمع عفاریت ہے۔[12]

وجودِ جنات کے بارے میں متفرق نظریات

تمام اہل مذاہب خواہ مسلمان ہو، عام اہل کتاب خواہ یہودی ہو یا نصاریٰ ہو، اسی طرح یونانی ہو یا رومانی، ہندو، سکھ ہو یا مشرکین، جنات کے وجود کے قائل ہیں۔ زمانہ قدیم میں صرف تعقُّل پسند فرقہ بالخصوص معتزلہ اور ان میں خاص طور پر ابو علی الجبائی لوگ جنات کے وجود کے قائل نہیں، جن کی آراء کا آگے جائزہ لیا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ فرشتوں اور انسانوں کے علاوہ بھی جنوں کی ایک تیسری دنیا موجود ہے۔ وہ کوئی جراثیم نہیں بلکہ سمجھ بوجھ اور ادراک رکھنے والی ایک مخلوق ہے۔ جنات کے وجود کے متعلق بہت سارے دلائل ہیں، جن کا خاکہ یہاں پر اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

جنات کا وجود قرآنِ کریم سے

قرآن مجید میں تیس (۳۰) مختلف مقامات پر جنات کا تذکرہ صریح الفاظ میں آیا ہے، بلکہ ایک مستقل سورۃ "سورۃ الجن" کے نام سے قرآن مجید میں موجود ہے۔ شیطان یا شیاطین کا مادہ قرآن مجید میں اٹھاسی (۸۸) مرتبہ آیا ہے۔ قرآن میں ان کو (۱۱) آیات میں ابلیس کے نام سے ذکر کیا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ جس مخلوق کا تذکرہ قرآن مجید میں اتنی کثرت سے موجود ہے اس سے ایک مسلمان کیونکر انکار کر سکتا ہے؟

جنات کا وجود احادیثِ مبارکہ سے

جنات وشیاطین کے وجود کے متعلق اتنی زیادہ تعداد میں صریح اور صحیح احادیث موجود ہیں جو معنیً متواتر ہیں۔ اگر ان احادیث کو جمع کیا جائے تو اس پر ایک مستقل کتاب لکھا جا سکتا ہے۔ ان احادیث مبارکہ میں جنات اور شیاطین کے تخلیقی مادہ، تناسل وتوالد، شکل وصورت، اقسام، رہن سہن، کھانے پینے، مکلف ہونے، آخرت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری اور محاسبہ ہونے کی وضاحتیں اور صراحتیں موجود ہیں۔

جنات کا وجود عقل ودرایت سے

جنات کا وجود عقلاً ممتنع نہیں ہے اگرچہ وہ ہمارے حواس سے غائب ہے اور ہم ان سوچ، سونگھ اور محسوس نہیں کر سکتے۔ کسی کا یہ دعوی کرنا باطل اور بے بنیاد ہے کہ اس نے کوئی چیز نہیں دیکھی تو وہ چیز وجود نہیں رکھتی کیونکہ اس کائنات میں ایسی لاتعداد مخلوقات موجود ہیں اور ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ آج کے سائنسی دور میں کئی صدیوں سے ہونے والی مسلسل ایجادات اور دریافتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ ہم نے اس کائنات میں اپنے گردو پیش کافی کچھ نہیں دیکھا اور بہت ساری چیزوں کو لمبے عرصے تک دیکھنے کے قابل نہیں ہو سکیں گے۔

انسان پر جنات کے تصرفات کے متعلق مذہبی اور سیکولر بیانیہ کا تقابلی جائزہ

جنات انسان کے جسم میں حلول کر سکتے ہیں یا نہیں؟ انسان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق مذہب اور سیکولر ذہنیت رکھنے والے حضرات کے آراء اور دلائل کا آپس میں موازنہ کرنا اس مقالہ کا موضوعِ بحث ہیں۔ ذیل میں اس کا تاریخی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

جنات کے وجود اور تصرفات میں اختلاف صرف معاصر اور موجودہ زمانے کا نہیں ہے بلکہ متقدمین کے آپس میں بھی اس میں دو رائے ملتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت میں سے اکثر علماء کرام اس بات کے قائل تھے کہ جنات انسانی جسم میں حلول اور سرایت کر سکتے ہیں، انسان کو مختلف قسم کے نقصانات پہنچا سکتے ہیں۔ دوسرے طرف معتزلہ اور جہمیہ علماء کرام اس بات کے منکر تھے، بلکہ علماء اہل سنت میں بھی بعض علماء کرام جیسے علامہ ابو السعودؒ (۹۸۲ھ) اور علامہ بیضاویؒ (۱۲۸۶ھ) اس کے منکر تھے۔ معاصرین علماء کرام میں سے علامہ احمد مصطفی مراغیؒ (۱۹۵۲ء) اور علامہ طنطاوی جوہریؒ (۲۰۱۰ء) اس کے منکر ہیں۔[۱۳]

سیکولر بیانیہ

اصل میں میڈیکل سائنس اور سائیکالوجی انسانی جسم میں جنات وشیاطین کے داخل ہونے، حلول اور سرایت کرنے اور اس کے تاثیر کا قائل نہیں ہے بلکہ درحقیقت جنات کے وجود ہی کو سرے سے تسلیم نہیں کرتی۔ سائیکالوجسٹ اور میڈیکل سائنس کے ماہرین کہتے ہیں کہ جن اشیاء کا مشاہدہ نہ ہو سکے اور انہیں محسوس نہیں کیا جا سکے تو ان کا وجود فرضی اور غیر عقلی ہوتا ہے۔ البتہ یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے

قابل ہے کہ ہر شعبہ میں مختلف نظریات، ذہنیت اور سوچ و فکر رکھنے والے حضرات ہوتے ہیں اسی طرح سائیکالوجی اور میڈیکل سائنس کے شعبے سے تعلق رکھنے والے حضرات میں ایک تو قلیل تعداد میں ان مسلمانوں کی ہیں جو قرآن وحدیث کی واضح دلائل و براہین کی بنیاد پر جنات وشیاطین کی وجود اور تاثیر و تصرف کے قائل ہیں لیکن دوسری جانب مسلمانوں میں سے اور غیر مسلموں میں سے اکثریت جنات کے وجود کے سرے سے قائل نہیں ہیں، اس لیے وہ حضرات کہتے ہیں کہ جنات کی کوئی وجود نہیں ہے اور نہ وہ انسان کے جسم میں داخل ہو سکتے ہیں بلکہ وہ اس قسم کے امراض کو ذہنی یا اعصابی امراض میں شمار کرتے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ ذہنی یا اعصابی امراض انسان کو لاحق ہوتے ہیں لیکن بہت سے مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ذہنی یا اعصابی امراض نہیں ہوتے بلکہ وہ جنات کے اثر کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔[۱۴]

منکرین کے دلائل

جو حضرات جنات کے وجود یا ان کے تصرفات کے قائل نہیں ذیل میں ان کے دلائل کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر بالترتیب ان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے گا:

سائیکالوجسٹ اور سائنس کے ماہرین کا کہنا ہے کہ جنات وشیاطین اور جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ بعض اوقات معاشی یا سماجی مسائل کی وجہ سے انسان پریشانیوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے جس سے کی وجہ سے وہ ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے نتیجتاً ان کے ذہن میں منفی خیالات جنم لیتے ہیں۔ بڑھتے بڑھتے بات OCD (ذین پر چھا جانے والا اضطراری عارضہ) اور Schizophrenia (ایسی چیزیں دیکھنا یا سوچنا جو موجود نہیں ہے) وغیرہ کی نفسیاتی بیماری بن جاتی ہے۔ لحاظہ ایسی صورت میں مریض کا نفسیاتی تشخیص اور علاج ہونا چاہئے نہ کہ جادو جنات کا۔[۱۵]

مخالفین کی طرف سے ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ معتزلہ میں سے ابو علی الجبائی (۳۵۳ھ) کہتے ہیں کہ جن مریضوں کو جنات وغیرہ کے دورے پڑتے تھے ان کے متعلق لوگوں میں یہ مشہور ہوتا ہے کہ یہ شیطان اور جنات کی تاثیر و تصرف اور چھونے کی وجہ سے ہوا ہے، یہ بات بے بنیاد اور باطل ہے کیونکہ شیطان و جن کمزور ہے، نہ وہ کسی شخص کو گرا سکتا ہے اور نہ کسی کو کوئی نقصان دے سکتا ہے اور نہ انہیں قتل کر سکتا ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ اگر شیاطین وجنات ان تصرفات و تاثیرات کی قدرت رکھتے ہو تو پھر یہ بھی عین ممکن ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی طرح معجزات لا سکیں جس سے نبوت میں طعن لازم آئے گی۔[۱۶]

درج ذیل آیت سے بھی جنات وشیاطین کے کسی قسم کے تصرفات نہ کرنے پر استدلال پیش کیا جاتا ہے:

"وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي"[۱۷]

"اور میرا تم پر کسی طرح کا تسلط (زور زبردستی) نہیں تھا۔ ہاں میں نے صرف تم کو بلایا تو تم نے (بازی میں بلا حجت و دلیل) میرا کہا مان لیا۔"

مصری عالم دین شیخ محمود شلتوت (۱۹۶۳ء) اس آیت کے ذیل میں رقم طراز ہے کہ اس میں شیطان بذات خود اقرار کر رہا ہے کہ میں تو انسانوں کو صرف وسوسہ ڈال دیتا اور ان کے لیے بُرے اعمال مزیّن کر دیتا اس کے علاوہ میری ان پر کوئی زور زبردستی نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ترغیب دینے، وعدہ کرنے، وسوسہ ڈالنے، کسی کام پر اکسانے اور بُرے اعمال کو مزیّن کرنے کے علاوہ شیطان اور کچھ بھی نہیں کر سکتا۔[۱۸]

اسی طرح امام المتکلمین شیخ محمد غزالی (۱۹۹۶ء) کا قول بھی بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ شیاطین کی عداوت اور دشمنی سے مراد وسوسہ، مکر و فریب اور غافل کرنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔[۱۹]

وہ حضرات مزید کہتے ہیں کہ اگر شیاطین کو انسانوں کے بیمار کرنے کی قدرت و تصرف حاصل ہو تو پھر وہ تمام مسلمانوں کو قابو کیوں نہیں کر لیتا؟ ان کے مال و متاع کیوں نہیں چھین لیتا؟ ان کے حالات کیوں نہیں بگاڑ دیتا؟ اور ان کے عقلوں کو زائل کیوں نہیں کر لیتا؟ کیونکہ وہ تو انسان کا سخت اور ازلی دشمن ہے۔[۲۰]

مذہبی بیانیہ

مسلمان تو در کنار تمام الہامی مذاہب والے بلکہ غیر الہامی مذاہب کے پیروکار بھی جانت وشیاطین کی وجود کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی تاثیرات و تصرفات کو مانتے ہیں بلکہ ہالی وڈ اور بالی وڈ وغیرہ میں جنات وشیاطین پر سینکڑوں کی تعداد میں فلمیں بن چکی ہیں اور بن رہی ہیں۔ بہر حال مسلمان مانتے ہیں کہ جن اور شیطان کو انسان پر کسی قدر تصرف حاصل ہے اور اس تصرف کے مختلف درجات ہیں۔

تصرفِ جنات وشیاطین کا پہلا درجہ

جنات اور شیطان کی تصرفات کا پہلا درجہ "وسوسہ" کا ہے کہ شیطان انسان کو وسوسہ ڈال سکتا ہے جس کا منکرین بھی قائل ہیں اور قرآن میں بارہا اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ"[۲۱]

"وہ جو انسانوں کے سینوں میں وسوسہ ڈال دیتا ہے جنوں اور انسانوں میں سے۔"

وسوسہ ڈالنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں مثلاً بعض اوقات یہ وسوسہ وضو وطہارت کے بارے میں ہوتا ہے۔ اس قسم کا وساوس کا بہت سے لوگوں کو سامنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کو کافی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے بلکہ مشاہدے میں ہے۔ کبھی کبھار جنات وشیاطین کا وسوسہ میاں بیوی کے درمیان تعلقات خراب کرنے کے لیے ہوتا ہے کہ ان میں لڑائی و جھگڑے کروائیے جس سے بعض اوقات طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ ابلیس پانی پر اپنا تخت رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں اور ساتھیوں کو دنیا کے اطراف واکناف میں فساد کرنے کے لیے بھیجتا ہے۔ سو ابلیس سے مرتبہ میں زیادہ قریب وہ جن ہی ہوتا ہے جو بڑی خرابی وفساد مچائے۔ اس کے پیروکاروں میں سے کوئی شیطان آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا (لوگوں کو گمراہ کیا یا نماز قضا کروائی یا روزہ تھڑوایا وغیرہ) تو شیطان اس کو جواب میں کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر کوئی آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں (میاں بیوی) کو اس وقت تک نہ چھوڑا کہ (لڑائی کروا کر) میاں بیوی میں جدائی کروادی، یہ سن کر ابلیس بہت خوش ہوتا ہے اور اس شیطان کو اپنے پاس بلا کر شاباش دیتا ہے کہ تو نے بڑا کام کیا ہے۔[۲۲]

اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ جنات وشیاطین کو تصرف کرنے کا کتنا اختیار دیا گیا ہے، جس سے طرح ظاہری امراض یا دوسری چیزوں سے نقصان کا امکان ہوتا ہے اسی طرح جنات وشیاطین سے بھی نقصان کا امکان موجود ہے۔

تصرفِ جنات وشیطان کا دوسرا درجہ

جن وشیطان کے تصرف کی دوسری صورت انسان کو مَس (touch) کرنا ہے یعنی وہ انسان کو چھوتا ہے اور مَس یعنی چھونے (touch) کی بھی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کبھی تو وہ صرف بچوں کو مَس یعنی چھوتا ہے، اس کی تاثیر ہلکی ہوتی ہے جس کی وجہ سے بچے

کے نارمل بی۔ہیویئر(behaviour)میں کچھ تغیر و تبدیلی آجاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ جب آدم علیہ السلام کا ہر بیٹا پیدا دنیا میں آتا ہے تو شیطان پیدائش کے وقت اس کے ساتھ شرارت کرکے چھوتا ہے۔ جس کی وجہ سے بچہ زور سے چیختا اور چلاتا ہے۔"اس حدیث کی تائید کے لیے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ان کی والدہ نے دعا کی تھی) میں اسے اور اس کی پیدا ہونے والی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں[۲۳]۔

ملا علی قاریؒ (۱۶۰۶ء) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہاں مس سے مسِ حسی (چھونا) مراد ہے (اس سے معلوم ہوا کہ یہ درجہ وسوسہ والے درجے سے بڑھ کر ہے)۔اور علامہ طیبیؒ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ صریح الفاظ میں "صارخاً" (بچے کا چیخنا) لاکر اس طرف اشارہ فرمایا کہ مس یہاں تکلیف پہنچانے سے عبارت ہے۔ایسا نہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ مسِ شیطان صرف ایک تخیل ہے اور بچے کا چیخنا اس میں طمع کی تصویر ہے۔[۲۴]

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ درج ذیل کلمات پڑھ کر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے تھے۔[۲۵]

"أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"

"میں اللہ کے مکمل ہونے والے کلمات کی پناہ میں ہر شیطان سے، ہر جادو ٹونے سے اور ہر نظرِ بد سے تم دونوں کو دیتا ہوں"

تصرفِ جنات و شیطان کا تیسرا درجہ

مَس کرنے کی دوسری صورت جنات و شیاطین کا انسان میں حلول اور سرایت کرنے کا ہے۔اب جب شیطان انسان کے اندر سرایت کرکے داخل ہو جاتا ہے تو کبھی وسوسہ اندازی کے علاوہ کچھ نقصان نہیں پہنچا پاتا۔چونکہ جنات و شیاطین ایسی مخلوق ہیں جن کا جسم لطیف ہوتا ہے لہٰذا ہم ظاہری طور پر نہ انہیں دیکھ پاتے ہیں اور نہ انہیں محسوس کرسکتے ہیں، درحقیقت جنات و شیاطین جسم انسانی میں داخل ہوکر سرایت کر جاتے ہیں۔اس بات کو مثال کے ذریعے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح ریت اور کپڑے میں پانی سرایت کرتا ہے یا جلتے ہوئے کوئلہ میں آگ سرایت کرتا ہے یا مقناطیس میں برقی اور مقناطیسی لہریں دوڑتی رہتی ہے یا دودھ میں پانی میں مکس ہو جاتا ہے یا بجلی کے تاروں میں بجلی کی رو چلتی ہے یا پانی میں نمک اور شکر حل ہو جاتا ہے یا ہوا میں بدبو اور خوشبو وغیرہ پھیل کر مکمل طور پر جذب ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح انسانی جسم میں جنات و شیاطین سرایت کرکے داخل ہو جاتے ہیں۔[۲۶]

شیخ محمد حامد الفقی (۱۹۵۹) نے کہا ہے کہ جب جنات و شیاطین لطیف اجسام پر مشتمل ہیں تو انسانی جسم میں ان کا داخل ہونا اور سرایت کرنا عقل و شریعت کی کسوٹی میں محال نہیں ہے، کیونکہ لطیف اور ہلکی چیزیں موٹی چیزوں میں سرایت کرکے داخل ہو جاتی ہیں مثلاً جیسے ہمارے جسم میں ہو داخل ہوسکتی ہے، انگارے میں آگ میں سرایت کرجاتی ہے اور بجلی تاروں میں چلی جاتی ہے۔[۲۷]

قرآن و سنت میں اس کے کئی دلائل موجود ہیں۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ""[۲۸]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں کوئی شخص جمائی لے تو اس وقت اپنا ہاتھ منہ پر رکھے اس لیے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔"

اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان حقیقت میں داخل ہوتا ہے۔"[29]

بخاری و مسلم کی روایت میں ارشادِ نبوی ﷺ بھی ملاحظہ ہو:

"إنّ الشّيطانَ يَجري مِن ابنِ آدمَ مَجرى الدّمِ"[30]

"شیطان آدم (علیہ السلام) کے بیٹے کے رگ رگ میں خون کی جگہ دوڑتا ہے۔"

قاضی عیاض رحمہ اللہ اس حدیث کو حقیقی معنی پر حمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو قوت و طاقت اور قدرت دی ہوئی ہے جس سے انسانی جسم میں خون کے راستے داخل ہو سکتا ہے۔[31]

تصرفِ شیطان کا چوتھا درجہ

مَسِ جن و شیطان کی تیسری صورت یہ ہے کہ ہمارے کھانے میں بھی جنات و شیاطین شریک ہو جاتے ہیں اور کھانے کا سواد لیتے ہیں۔ شوہر اور بیوی کے ازدواجی عمل اور جنسی ملاپ میں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی وہ مختلف کاموں شریک کار بنتے ہیں میں بشرطیکہ ہم ان کاموں کو اللہ کا نام لے کر شروع نہ کریں۔ ایک حدیث میں ہے کہ شیطان (جن) تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے،[32] یعنی اس کام کو بگاڑتا اور خراب کرتا ہے۔ دوسرے حدیث میں ہے کہ جب تمہارے ہاتھ سے کھانے کا لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھاو، شیطان کے لیے اسے مت چھوڑ دو۔[33] ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جنات و شیاطین انسان کے مال اور اولاد میں شریک اور حصہ دار ہو جاتے ہیں۔ یہ مضمون قرآن مجید میں بھی اس آیت "وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ"[34] میں بیان ہوا ہے۔

تصرفِ شیطان کا پانچواں درجہ

جانت و شیاطین کی مَس کرنے کی چوتھی صورت یہ ہے کہ جن و شیطان انسان کے اندر عارضی وقت کے داخل نہ ہو بلکہ انسانی جسم کو اپنی آماج گاہ بنالیتا ہے اور اندر مستقل بنیادوں پر سکونت اختیار کر لیتا ہے جو کہ سب سے زیادہ خطرناک اور تشویشناک صورتِ حال ہے۔ اس صورت میں بھی انسانوں کو نقصان پہچانے کے لیے سالوں محنت درکار ہوتی ہے اور وہ اس محنت میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے کر لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان پر دورے پڑتے ہیں جسے عربی میں صرع کہتے ہیں، لیکن صرع کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت: صرع (آسیب زدگی) جسے عام عرف میں مرگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایک زبردست اعصابی بیماری ہے اس سے انکار نہیں۔ اگر کسی مریض کو مرگی معمولی ہو تو اس میں دوا مفید اور کارگر ہو جاتی ہے، لیکن بسا اوقات مرض ترقی کر کے لاعلاج ہو جاتا ہے، ہرچند کہ یہ بھی صرع ہے لیکن یہاں صرع سے سردست ہماری مراد عام انسانوں پر طاری ہونے والی وہ حالت اور کیفیت ہے جو جنات کے تسلط اور شیطانی اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے، جس کو سحر اور آسیب کہتے ہیں۔ یہ بات تسلیم ہے کہ جدید طب اور میڈیکل سائنس نے بے پناہ ترقی کی ہے بلکہ ترقی کے عروج پر پہنچی ہوئی لیکن اس ناگہانی افتاد کا اس کے پاس بھی کوئی علاج نہیں ہے سوائے انکار کے اور کیسے ہو؟ کیونکہ در حقیقت یہ کوئی مرض نہیں جس کی تشخیص اور دوا یا علاج کیا جائے۔ دراصل یہ جنات اور شیطانوں کی شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے، اور ان کی وجود کا زبردست ثبوت ہے۔[35] دلائل درجہ ذیل ہیں۔

اسی کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ"[36]

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن اپنی قبروں سے) کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر جس طرح (دنیا میں) وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی (آسیب زدہ) بنادے۔“

لفظ ”تَخبُّط“ تَفَعُّل“ کے وزن پر فعل (یعنی خبط) کے معنی میں ہے جو کہ دراصل مختلف انداز کی مسلسل ضرب اور مار پیٹ ہے۔ ”مِنَ الْمَسِّ“ سے مراد پاگل پن اور جنون ہے۔ عرب کہتے ہیں ”مسَّ الرَّجُلُ فَهُوَ مَمسُوس“ یعنی وہ پاگل ہو گیا۔ مس کا اصل معنی ہاتھ سے چھونا ہے۔[37]

ذیل میں اس آیت کے متعلق علماء کرام کی اقوال و آراء ذکر کئے جاتے ہیں:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ (۹۲۳ء) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ سود خور قبروں سے اس طرح پریشان حال اور حواس باختہ ہو کر اٹھیں گے جس طرح دنیا میں اس شخص کا حال تھا جسے شیطان نے آسیب اور دوروں میں مبتلا کر کے پاگل و مجنوں بنا دیا ہو۔[38]

امام قرطبیؒ (۱۲۷۳ء) فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان حضرات کے خلاف واضح دلیل ہے جو جنات کی تاثیر کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ اس فعل کا تعلق مزاج اور طبیعت سے ہے، نیز شیطان انسانی جسم میں نہ تو سرایت کر کے داخل ہو سکتا ہے، نہ لگ سکتا ہے۔[39]

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: آیت کریمہ ”اَلَّذِینَ یَأْكُلُونَ الرِّبَا،،،،“ کا صحیح معنی و مطلب یہ ہے کہ سود کھانے والے اپنے قبروں سے ایسی حالت میں اٹھیں گے جس طرح وہ مریض اٹھتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔[40]

علامہ شوکانیؒ (۱۲۵۰ء) رقم طراز ہیں کہ اس آیت میں ان لوگوں کے فسادِ قول پر دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ دورے اور آسیب جنات و شیاطین کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ ان کا خیال ہے کہ یہ ایک طبعی فعل ہے اور یہ آیت عرب کے خیال اور نظریہ کے موافق نازل ہوئی ہے کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ جنات اور شیاطین انسان کو آسیب زدہ کر دیتے ہیں، لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے اور جو کہتے ہیں کہ جنات انسان کو چھو یا پچھاڑ نہیں سکتے، حالانکہ نبی کریم ﷺ شیطان کے خبطی بنانے اور چھونے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔[41]

امام آلوسیؒ (۱۸۵۴ء) اپنے مایہ ناز تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں: سود خور قیامت کے دن ایسی حالت وہ کیفیت میں کھڑے ہوں گے جیسے دنیا میں جن زدہ شخص کھڑا ہوتا ہے۔[42]

سیکولر بیانیہ کے دلائل کا تقابل

پہلی دلیل کا تقابلی جائزہ

ابو علی الجبائی اور دیگر عقلیت پسندوں نے سورۃ ابراہیم کی جس آیت سے استدلال کیا ہیں، تو یہ استدلال سرے سے درست نہیں ہے کیوں کہ اس آیتِ ربانی میں جس سلطان اور تسلط کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد کسی کو گمراہ کرنے اور سیدھے راستے ہٹانے میں برہان اور حجت یا زبردستی اپنی اطاعت اور پیروی کرانے کی نفی ہے۔ جہاں تک جسمانی ایذاء اور امراض کا تعلق ہے تو درجہ بالا آیت میں اس سے متعلق کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس آیت کی تفسیر مفسرین کے ہاں یوں ہے کہ میں تم لوگوں کے سامنے کوئی حجت و دلیل پیش نہیں کی یعنی میں نے تم سے دنیا میں وعدے کئے تھے اور جو برائیاں میں نے تمہارے لیے مزین کئے تھے، اس پر میں کوئی حجت و دلیل پیش نہیں کی۔ میں تم لوگوں کو بلا دلیل صرف وسوسہ کے ذریعے گمراہ کرتا رہا اور تم اندھے ہو کر میری پیروی کرتے رہے۔[43]

جنات وشیاطین کا انسان کو ایذاء دینا عقلاً ناممکن اور محال نہیں ہے بلکہ عقل کے ساتھ ساتھ حسی اور نقلی دلائل سے بھی ثابت ہے اور مشاہدے میں بھی ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، کعب احبارؒ اور ابراہیم نخعیؒ سے ارشادِ باری تعالیٰ

"لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ"[44]

"اس کے آگے پیچھے اللہ کے چوکیدار (حفاظت کرنے والے فرشتے) ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔"

کے تفسیر میں منقول ہے کہ فرشتوں کے ذریعے شریر جنات سے حفاظت ہوتی ہے۔ جنات وشیاطین انتہائی لطیف مخلوق ہیں۔ ہمیں نظر نہیں آتے۔ مختلف صورتیں اور شکلیں اختیار کرسکتے ہیں لہذا وہ انسان کو تکلیف اور ایذاء دے سکتے ہیں۔ صحیح احادیث میں شیاطین کی ایذاء رسانی کی کئی واقعات منقول ہیں۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ جنات نے سانپ کی صورت میں ایک انصاری نوجوان کو قتل کر دیا تھا۔[45] ایک جنی نے محمد مصطفیٰ ﷺ پر رات میں حملہ کر کے نماز میں توجہ ہٹانے کی کوشش کی تھی جس پر آپ نے اس جنی کو پکڑ کر ستون سے باندنے کا ارادہ کیا لیکن پھر چھوڑ دیا تھا اور صبح صحابہ کرام کے سامنے اس واقعہ کا ذکر کیا تھا۔[46] آگ کا انگارہ لا کر آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کھجوروں کی چوکیداری کا واقعہ صحیح حدیث میں منقول ہے کہ ایک شیطان نے تین راتیں مسلسل آکر صدقہ کے کھجوروں میں سے چوری کرنے کی کوشش کی تھی۔[47] اسی طرح کے واقعات اور حکایات کئی صحابہ کرام کے ساتھ پیش آئیں۔

دوسری دلیل کا تقابلی جائزہ

اجہاں تک ابو علی الجبائی کی دوسری دلیل ہے کہ شیطان کمزور ہے وہ کسی کو گرا نہیں سکتا یا قتل نہیں کرسکتا تو پہلی دلیل کے تقابلی جائزے کے ذیل میں اس کے متعلق کافی سارے دلائل پیش کئے گئے، اور ان دلائل میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ جنات وشیاطین انسان کو نقصان پہنچاسکتے ہیں۔ اگر شیطان انتاہی ضعیف ہے تو انسان بھی ضعیف ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

"وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا"[48]

"اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

ایک ضعیف دوسے ضعیف کو نقصان پہنچائے تو یہ عقل سے بعید نہیں ہے۔

تیسری دلیل کا تقابلی جائزہ

اس طرح یہ استدلال پیش کرنا کہ اگر شیطان یہ سارے تصرفات کرسکتا ہے تو انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی طرح معجزات بھی لا سکتا ہے، یہ اعتراض بھی بے بنیاد ہے کیونکہ پھر تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کاہن اور جادوگر خرقِ عادت اور عجیب وغریب چیزوں کے کرتب دکھاتے ہیں، ان کی وجہ سے نہ تو انبیاء کرام پر کوئی طعن ونقصان لازم آتی ہے اور نہ اس سے معجزاتِ انبیاء پر کوئی عیب لگتا ہے کیونکہ ہر سمجھدار اور شعور رکھنے والا انسان انبیاء کرام علیہم الصلوات والسلام کے واضح معجزات اور جادو وآسیب اور جنات کے ایذاء رسانی کے درمیان فرق جانتا ہے لہذا ہر خلاف عادت اور غیر محسوس فعل یا کام کو اس وجہ سے رد نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی معجزہ سے صورتاً مشابہت ہے۔

چوتھی دلیل کا تقابلی جائزہ

ابو علی جبائی کا ایک اعتراض یہ اوپر نقل کیا گیا کہ جنات وشیاطین انسانوں کے سخت اور خطرناک دشمن ہیں۔ اگر ان کا بس چلتا اور انسانوں پر انہیں قدرت دی گئی ہوتی تو پھر وہ تمام انسانوں کو مار کیوں نہیں دیتے؟ یہ دلیل اور قول بھی غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ جنات اور شیاطین جس انسان کو خبطی بنا کر پچھاڑتے تکلیف و ایذاء دیتے ہے تو اللہ کی مشیت سے دیتے ہیں۔ شیطان اپنے تصرفات اور کاموں میں مستقل نہیں ہے کہ جو چاہے اور جب چاہے کر سکتا ہے۔ بلکہ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالی چاہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَـيْـــــــــــــــا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ"[۴۹]

"بے شک سرگوشی محض شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ اس طرح وہ ان لوگوں کو غم واندوہ میں ڈالے جو ایمان لائے حالانکہ وہ ان کا نقصان اللہ کے حکم کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔"

اسی طرح اللہ تعالی اپنے مخلص بندوں کی خود حفاظت فرماتے ہیں

"اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ"[۵۰]

"بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔"

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ: اللہ تعالی جس شخص پر چاہے شیطان اور جن کو مسلط کر دیتا ہے اور جس پر نہ چاہے اس پر مسلط نہیں کرتا اور وہ اللہ جل شانہ کے حکم کے بغیر کسی پر قوت وطاقت نہیں رکھتے۔

مذہبی اور سیکولر بیانیہ کی صورتِ حال کو مختصر انداز میں یوں بیان کرسکتے ہیں:

ہمارے ہاں ہر کام میں غلو سے کام لیا جاتا ہے ہر انسان اپنے آپ کو درست اور صحیح ثابت کرتا ہے اور دوسروں کو غلط ثابت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا یہی وجہ ہے کہ جادو وجنات کے عاملین سایکاٹرسٹ کو جھٹلاتے ہیں اور سایکاٹرسٹ عاملوں کو جھٹلاتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں باتیں کسی حد تک اپنی اپنی جگہ درست ہیں ان میں کوئی تضاد ومنافات نہیں ہیں بلکہ یہ دو مختلف علوم ہیں۔ ان کا آپس میں کوئی تضاد اور منافات نہیں ہے، کسی ایک کو درست اور دوسرے کو غلط کہنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسا ہے جیسے سایکالوجی کی مختلف نقطہ ہائے نظر (Approaches) کو ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ نفسیاتی نقطہ نظر (Psychodynamic Approach) ٹھیک ہے یا طرزِ عمل کا نقطہ (Behaviorist) یا پھر علمی نقطہ نظر (cognitive) سب کو پڑھتے ہیں اور پھر سب کو ملا کر ملا کر کبھی بائیو سائیکو سوشل (Bio Psycho Social) تھیوری بنالیتے ہیں اور کبھی CBT یعنی Cognitive Behaviour Therapy. اور کبھی اور آگے جانا ہو تو Psycho Therapy کو بھی مکس کر کے ایک تھیراپی بنالی جاتی ہے کہ یہ ساری جہات اور عناصر مل کر ہی مکمل چیز بنا سکتے ہیں۔ اسی طرح جنات اور شیاطین کی وجہ سے پیدا ہونے والی نفسیاتی مسائل کو بھی ایک ساتھ سمجھنے اور تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت جب جنات وشیاطین کسی انسان پر اثر انداز ہو سکتے ہیں تو ان کی تاثیر انسان کی نفسیات پر ہی ہے اور اس کے نفسیات میں خلجان اور گڑبڑ پیدا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس کے برعکس جب کوئی آدمی پریشان ہو کر ڈپریس ہوتا ہے تو اس پر جنات وشیاطین کی تاثیر متوقع ہوتی ہے۔ مضبوط سوچ اور نظریہ رکھنے والے آدمی پر جنات وشیاطین اور جادو کم ہی تاثیر رکھتے ہیں، نفسیاتی مریض اور پریشان حال متحیر انسان پر زیادہ تاثیر رکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ دونوں بیانیے اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ کبھی کبھار جادو

جنات مریض پر اثر انداز ہوتی ہیں، ایسے شخص کو نفسیاتی مسئلہ نہیں ہوتا۔ کبھی صرف اور صرف نفسیاتی مسئلے ہوتے ہیں جادو جنات کی تاثیر نہیں ہوتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی یہ فرق جاننے والا ہو، درست تشخیص اور صحیح وجہ جان کر علاج کرے۔[51]

خلاصہ بحث

اہل سنت والجماعت کا متفقہ نظریہ اور بیانیہ ہے کہ اس کائنات میں جنات وشیاطین موجود ہیں۔ ان کی وجود سے انکار کرنے اور اس سے راہ فرار اختیار کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ عقل و نقل جنات وشیاطین کے وجود، تاثیر اور تصرفات پر متفق نظر آتی ہیں۔ امتِ مسلمہ قرآن وسنت کی واضح دلائل کی روشنی میں اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ جل شانہ اس کائناتِ ارضی میں انسانی بقا کی خاطر اس کی حفاظت کا بہترین انتظام کر رکھا ہے جس میں جنات سے حفاظت بھی شامل ہے۔ انسان اس کائنات کا شہزادہ اور اشرف المخلوقات ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو جنات پر فوقیت اور برتری عطا کر رکھی ہے۔ لیکن بعض اوقات جن انسان کے جسم میں سرایت کر کے حاوی ہو جاتا ہے جیسا کہ کائنات میں بہت سے ظاہر شریر اور نقصان دہ چیزیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سب پر انسان کو فوقیت دے رکھی لیکن کبھی کبھار وہ انسان پر غالب اور حاوی آجاتی اور اسے نقصان پہنچاتی ہے بالکل اسی طرح جنات وشیاطین بعض اوقات انسان کے ظاہری نقصان کا سبب بن جاتی ہیں، اگرچہ ایسے واقعات وحادثات کم اور شاذ ونادر ہوتے ہیں۔ دوسری جانب ہمارے معاشرے میں بہت سارے لوگ ایسے بھی مل جاتے ہیں جو عملیات کے نام پر دوکانیں کھولے بیٹھے ہیں اور ناسمجھ اور سیدھے سادھے انسانوں کو دھوکا دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رہیں۔

نتائج بحث

زیرِ نظر بحث تفحیص سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱-عقل و نقل جنات وشیاطین کے وجود پر متفق ہیں، ان کے امتناع پر کسی بھی ملت ومذہب میں کوئی نقلی یا عقلی دلیل موجود نہیں۔

۲-جنات وشیاطین کے وجود، تاثیر اور تصرف پر کثیر تعداد میں قرآن وسنت کے صریح اور واضح المعنی نصوص دلالت کرتے ہیں۔

۳-سیکولر بیانیہ رکھنے والے حضرات جنات کے وجود یا تاثیر وتصرف پر جو سوالات اور اعتراضات اٹھاتے ہیں، وہ اصل میں خلافِ عادت پر دلالت کرتی ہیں اور ہر خلافِ عادت چیز خلاف عقل نہیں ہوتی۔

۴-ماہرین نفسیات تاثیر جنات وشیاطین پر جو دلائل پیش کرتے ہیں، ان کا عمومی تعلق سائنس اور مذہب کے بنیادی مقدمہ سے ہے۔ جو ماہرین نفسیات وحی اور ماوراء طبیعیات کے قائل ہیں، وہ جنات کے وجود کا بھی اقرار کرتے ہیں اور جو اس بنیادی مقدمہ کے منکر ہیں، وہ جنات کے وجود کا بھی منکر ہے

مصادر و مراجع

[1] القرآن الکریم، سورۃ الانعام، ۷۶

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب (بیروت: دار صادر، طبع اول، ۱۹۹۱ء) مادہ جنن ج:۱۳، ص:۹۲

[3] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب احادیث متفرقہ، حدیث نمبر ۷۴۹۵

[4] القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، ۲۷

[5] آلوسی، محمد بغدادی، تفسیر روح المعانی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، طبع اول، ۲۰۱۰ء/ ۱۴۳۱ھ، ج:۱۴، ص:۳۶

[6] القرآن الکریم، سوۃ الانعام، ۱۱۲

[7] زبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس من جواہر القوامیس، کویت: التراث العربی، طبع اول، ۱۹۸۰ء، ج:۱۹، ص:۴۳۱

[8] القرآن الکریم، سورۃ الکہف، ۵۰

[9] رازی، زین الدین محمد بن ابی بکر، مختار الصحاح (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، طبع خامس، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) ج:۱، ص:۳۹

[10] القرآن الکریم، سورۃ المؤمنون، ۷۷

[11] رازی، ابن ابی حاتم، تفسیر تفسیر القرآن العظیم (بیروت: مکتبہ نزار مصطفی، طبع اول، ۱۹۹۷ء) ج:۱، ص:۸۴

[12] اشقر، سلیمان، کتاب عالم الجن والشیاطین (بیروت: مکتبۃ الفلاح، طبع رابع، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴) عمر ص ۱۲۔

[13] صالح الرقب، الادلة الشرعية فى اثبات صرع الشيطان للانسان والردعلى المنكرين، مجلة اقلام الثقافية، اصول الدين الجامعة الاسلامية ،غزہ ص:۱۳

[14] بالی، وحید بن عبد السلام، الصارم البتار فى التصدى للسحرة الاشرار (ریاض: مکتبۃ التابعین، طبع سوم، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء) ص:۱۲۸

[15] ایضاً

[16] رازی، فخر الدین، تفسیر مفاتیح الغیب (بیروت: دار الفکر، طبع دوم، ۱۹۸۱ء) ج:۷، ص:۹۵

[17] القرآن، سورۃ ابراہیم، ۲۲

[18] شلتوت، محمود، امام، الفتاوی (قاہرہ: دار الشروق، طبع اول، ۲۰۰۴ء) ص:۲۴

[19] غزالی، محمد، السنة النبوية بين أهل الفقه وأهل الحديث (قاہرہ: دار الشروق، سطن) ص:۱۱۴

[20] عبودی، محمد رشید، اصل مفهوم فى تلبس الجان فى بدن الانسان فى الثقافة الاسلامية (دی عرب سائیکاٹرک جرنل، ۲۰۱۰ء) والیوم ۲۱، ص ۱۹۳

[21] القرآن الکریم، سورۃ الناس، ۴

[22] صحیح مسلم، **کتاب صفة القيٰمة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان وبعثه سراياه لفتنة الانسان وان مع كل انسان قرينا،** حدیث نمبر ۷۱۰۶

[23] صحیح بخاری، **کتاب احاديث الانبياء، باب قوله تعالىٰ واذكر فى الكتٰب مريم اذانتبذت من اهلها مكانا شرقيا،** حدیث ۳۴۳۱

[24] قاری، ملا علی، مرقات المفاتیح لملا علی القاری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبع اول، ۲۰۰۱ء/ ۱۴۲۲ھ) ج:۱، ص:۲۳۰

[25] سنن ابی داؤد، کتاب السنہ، باب فی القرآن، حدیث نمبر ۴۷۳۷

[26] مبارک پوری، عزیز جادو کی حقیقت کتاب و سنت کی روشنی میں (لاہور: دار السلام، ۲۰۱۴ء)، ص:۱۶۵

[27] بالی، وحید عبد السلام، وقایۃ الانسان من الجن والشیطان، تالیف وحید عبد السلام بالی (قاہرہ: مکتبۃ التابعین، طبع اول، ۱۹۹۷ء) ص:۶۴

[28] صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق، باب تشمیت العاطس وکراہۃ التثاؤب، حدیث ۷۴۹۲، ۷۴۹۱- مسند دارمی، ابو عبد اللہ عبد الرحمٰن بن ابی الفضل الدارمی، باب التثاؤب فی الصلوۃ، حدیث ۱۴۲۲- ابو داؤد، کتاب الادب، باب ۹۷ ماجاء فی التثاؤب، حدیث ۵۰۲۶

[29] ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، (بیروت: دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ) ج:۱۰، ص:۶۱۲

[30] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق باب صفة الجن وجنوده حدیث ۳۲۸۱- صحیح مسلم کتاب السلام، باب بیان انه من رئی خالیا بامرءة وکانت له زوجته او محرما له ان یقول ھذه فلانة لیدفع ظن السوء بہ حدیث ۵۶۸۰- سنن ابی داود کتاب الادب باب فی حسن الظن حدیث ۴۹۹۴

[31] نووی، یحی بن شرف، شرح النووی علی صحیح المسلم (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سطن) ج ۲، ص ۲۲۴۔

[32] صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع والقصعة، حدیث نمبر ۵۳۰۴

[33] ایضاً، حدیث نمبر ۵۳۰۴

[34] القرآن الکریم، سورۃ الاسراء، ۶۴

[35] جزائری، ابو بکر جابر، عقیدۃ المؤمن، (مترجم: نصیر احمد ملی، فصل جن اور شیطین) (لاہور: نعمانی کتب خانہ، جنوری ۲۰۰۱ء) ص: ۲۵۳

[36] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، ۲۷۵

[37] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج: ۴، ص: ۳۹۱

[38] طبری، جامع البیان فی تاویل آی القرآن (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، طبع اول، ۱۹۹۴ء) ج: ۲، ص: ۱۷۰

[39] ایضاً

[40] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج: ۴، ص: ۴۸۴، ۴۸۳

[41] شوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر (بیروت: دار المعرفة، طبع اول، ۲۰۰۷ء / ۱۴۲۸ھ) ص: ۱۸۹

[42] آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم السبع المثانی، ج: ۳، ص: ۴۷۵

[43] طبری، جامع الیبان فی تاویل آی القرآن، ج: ۱۶، ص: ۵۶۰

[44] القرآن الکریم، سورۃ الرعد، ۱۱

[45] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب قتل الحیات، حدیث نمبر ۲۲۳۶

[46] صحیح مسلم، کتاب الصلوة ومواضع الصلوة، باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلوة والتعوذ منه وجواز العمل القلیل فی الصلوة، حدیث ۱۲۰۹

[47] صحیح بخاری، کتاب الوکالة، باب اذا وکل رجلا، فترک الوکیل شیئا، فاجازه الموکل، فهو جائز، وان اقرضه الی اجل مسمی جاز، حدیث نمبر ۲۳۱۱

[48] القرآن الکریم، سورۃ ابراہیم، ۲۲

[49] القرآن الکریم، سورۃ المجادلہ، ۱۰

[50] القرآن الکریم، سورۃ الحجر، ۴۲

[51] چشتی، ایس اے، جادو جنات، ماہنامہ سوئے حرم لاہور، شمارہ: مارچ ۲۰۲۰ء